# GHAZWATH E NABI

# غزواة

*Tendered* by


***Syed Mohiuddin Mir Lateefullah Shah Quadri***

*MS (ECE), MIETE*

*Son and Successor of Murshadi wa Waalidi Khaja Abul Khair Mir Momin Ali Shah Quadri [R.A]*

**سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی القدیری**

سابق مہتمم پولیس حیدرآباد



**https://www.lateefacademy.com**

# سیرت النبی

## صلی اللہ علیہ والہ وسلم

FROM BIOGRAPHY OF

# THE PROPHET (Pbuh)

مرتبہ : فقیر و خادم

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری یم یس (الکٹرانکس)

سابق مہتمم پولس حیدر آباد

فرزند و جانشین ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

| | | |
|---|---|---|
| اسم تصنیف | : | سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم |
| ترتیب وزیر اہتمام | : | سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری |
| پروف ریڈنگ | : | |
| سنہ اشاعت | : | 2005ء |
| تعداد طبع اول | : | |
| ناشر | : | لطیف اکیڈمی پبلیکیشنز<br>ٹولی چوکی حیدرآباد۔۸ |
| فون | : | 91 - 40 - 23568160 |
| کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ | : | لمعان کمپیوٹر گرافکس چھتہ بازار حیدرآباد۔<br>سل : 9440877806 |

# فہرست مضامین



| صفحہ | مضمون | سلسلہ |
|---|---|---|
| 1 | دیباچہ Introduction | 1 |
| 3 | پیش لفظ Fore Word | 2 |
| 5 | حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت پاک بہ اک نظر) | 3 |
| 6 | مختصر ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم Brief on Biography | 4 |
| 10 | غزوۂ بدر The Battle of Badar: -رمضان 2ھ | 5 |
| 13 | غزوۂ اُحد [Battle of Uhed [Mar. 625A.D: | 6 |
| 16 | جنگ خندق یا غزوۂ احزاب (The Battle of AHZAB (Trench | 7 |
| 17 | معاہدہ حدبیہ [Truce of Hadibiyya [Mar. 628 A.D | 8 |
| 20 | غزوۂ خیبر: The Battle of Khaibar Trouble [June 628 Ad] | 9 |
| 20 | فتح خیبر Victory of Khaiber | 10 |
| 21 | غزوۂ عام الفتح [.The Victory Of Mecca[20 Jan. 630 A.D | 11 |
| 25 | غزوۂ حنین [The Battle of Hunain [Feb. 630 A.D | 12 |

| | | |
|---|---|---|
| 27 | مختصر ذکرِ غزواتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم Brief on Islamic Battles | 13 |
| 28 | ا۔ غُزوَہْ ودّان یا غزوہ الابواۂ (صفر 2ھ) | 14 |
| 28 | ۲۔ غزوہ بواط | 15 |
| 28 | ۳۔ غزوہ سفوان | 16 |
| 28 | ۴۔ غزوۂ ذِی العشیرۃ | 17 |
| 28 | ۵۔غزوۂ بدر | 18 |
| 29 | ۶۔غزوۂ بنی قینقاع | 19 |
| 29 | ۷۔ غزوۂ سویق | 20 |
| 30 | ۸۔ غزوۂ قر قرۃ الکدر | 21 |
| 30 | ۹۔غزوہ بنی غطفان | 22 |
| 30 | ۱۰۔ غزوہ بنی سیلم | 23 |
| 30 | ۱۱۔غزوہ اُحد | 24 |
| 31 | ۱۲۔غزوہ حمراء الاسد | 25 |
| 31 | ۱۳۔غزوہ بنی النضیر | 26 |
| 31 | ۱۴۔غزوۂ بدر الموعد | 27 |
| 32 | ۱۵۔غزوۂ ذات الرقاع | 28 |
| 32 | ۱۶۔ غزوۂ دومنز الجندل | 29 |

| | | |
|---|---|---|
| 32 | ۱۷۔غزوۂ بنی المصطلق | 30 |
| 33 | ۱۸۔غزوۂ خندق | 31 |
| 33 | ۱۹۔ غزوۂ بنی قریظه | 32 |
| 33 | ۲۰۔غزوۂ بَنُو لحیان | 33 |
| 33 | ۲۱۔ غزوه ذی قرد | 34 |
| 35 | ۲۲۔ غزوۂ (صلح) حدیبیه | 35 |
| 34 | Battle of Khaiber ۲۳۔ غزوۂ خیبر | 36 |
| 34 | Battle of Mecca ۲۴۔ غزوۂ عام الفتح | 37 |
| 35 | Battle of Hunain ۲۵۔غزوۂ حنین | 38 |
| 35 | Battle of Taif ۲۶۔ غزوۂ طائف | 39 |
| 35 | Battle of Tabook ۲۷۔غزوۂ تبوك | 40 |
| 38 | حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ......بحیثیتِ مدبر<br>Prophet (pbuh) as Straight forward Stateman | 41 |
| 38 | ہجرتِ مدینہ | 42 |
| 39 | صلح حدبیہ | 43 |
| 39 | مکی اور مدنی زندگی | 44 |
| 41 | Virtuesof the prophet (pbuh) اخلاق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم | 45 |

# دیباچہ (Introduction)

## الشیخ خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

2/ مئی (1919) تا 24/جون (1972)

پدر ماجد سیدی ومرشدی ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مؤمن علی شاہ قادری چشتی کا شمار سادات گھرانے کے نامور صالحین واقطابِ زمانہ میں ہوتا ہے حضرت قبلہؒ اپنے جداعلیٰ حضرت محبوب سُبحانی غوثِ الاعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی ونورنظر ہیں آپؒ کی پوری زندگی بہترین اخلاق وکردار صبر وشکر الٰہی کا نمونہ رہی۔آپؒ کو ربُّ العزت حق سحانہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور چشم بیناؔ سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار مریدیں معتقدین آپ کی تعلیم وتربیت اور صحبت بابرکت سے فہم صحیح اور تزکیہ نفس سے آراستہ ہوتے رہے۔ مجھ کمتر پر بھی آپؒ کی خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔اُسی سلسلہ تعلیم کو عام فہم انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مجھ فقیر حقیر نے یہ درسی کُتب کی ترتیب واِشاعت کے اہم کام کی شروعات کی ہے اور بفضل تعالیٰ دینیاتی اور اخلاقی نظریہ فکر کی تکمیل میں کُتب عرفانی شائع کئے جارہے ہیں جونہایت عام فہم ہیں۔ بلکہ حسب ضرورت انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

گوکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے لیکن میرے والدین کے منشاٰ کی تکمیل ہے میں اس کتاب کو جو بچوں کو سیرت النبی ﷺ کے تعرف کے طور پر ترتیب دی گئی ہے میرے پدر ماجد عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نذر کرتا ہوں۔اور اِسے اُنکی کی نظر کرم کا صلہ تصور کرتا ہوں۔

چنانچہ جو کتب زیر طباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

۱) صراطِ مستقیم وراہِ سلوک ۲) مراءت معراج المبارک

۳) غزواتِ نبوی ﷺ ۴) فضائل رمضان المبارک

۵) طریقہ ومسائل حج وعمرہ ۶) آسان علم تجوید قرآن

۷) بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات (سوال وجواب پر مبنی) چار حصوں میں بچوں کیلئے۔

ان کتب کے علاوہ جو زیر ترتیب وتکمیل کتب ہیں وہ کشکول قادریہ (حقائق ومعارف پر مبنی) نقشِ قدم رسول ﷺ (ائمہ ومجتہدین اورفنِ حدیث کے متعلق) ہیں۔ مزید ٹلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیوسی ڈیز اورکیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہورہے ہیں تا کہ قرآن فہمی کو خصوصا طلباء وطالبات میں عام کیا جاسکے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہورہے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشدین کامل کے وسیلہ وطفیل میں میری سعی کو اپنی مقبولیت سے سرفراز فرمائے اورمیری جانی انجانی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین!

خادم

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

یم یس (الکٹرانکس) سابق مہتمم پولس حیدرآباد

ربیع اول ۱۴۲۶ھ اپریل ۲۰۰۵ء

# حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

## (سیرت پاک بہ اک نظر)

| واقعہ | تاریخ | مطابق | دن |
|---|---|---|---|
| ا۔ولادت نبی ﷺ (Birth of the holy prophet) | 12/ربیع الاول ا ـہ عام فیل | 24/اپریل 572ء | Monday |
| 2۔بعثت نبوی ﷺ (Prophet hood) | 12/ربیع الاول 41 ـہ نبوی ولادت نبوی | 14/فبروری 610ء | Monday |
| 3۔معراج (Accession ) | 27/رجب 12 نبوی | 22/مارچ 621ء | Monday |
| 4۔ہجرت (The flight) | 27/صفر 13 نبوی | 12/سپٹمبر 622ء | Wednesday |
| غارِ ثور سے روانگی (Starting from cave soor) | 1/ربیع الاول 13 نبوی | 22/سپٹمبر 622ء | Monday |
| 6۔مدینہ میں آمد (Welcome at Madina) | 12 ربیع الاول 1ھ | 27/سپٹمبر 622ء | Firdday |
| 7۔غزوہ بدر ( The Battle of Bader ) | 17/رمضان 2ھ | 16/مارچ 624ء | Tuseday |
| 8۔غزوۂ احد (Battle of Uhed) | 15/شوال 3ھ | 21/مارچ 625ء | Saterday |
| 9۔ غزوہ احزاب یا خندق (The Battle of Ahzab (Trench)) | 28/شوال 5ھ | 23/مارچ 627ء | Saterday |
| 10۔ صلح حدیبیہ (Truce of Hudaibiya) | ذی قعدہ 6ھ | مارچ 628ء | Saterday |
| 11۔سلاطین کے نام خطوط (Dispaches to the Kings) | 1/محرم 7ھ | 14/مئی 628ء | Wednesday |
| 12۔ غزوہ خیبر (Battle of of Khaibar) | آخر محرم 7ھ | جون 628ء | Wednesday |
| 13۔ عمرۃ القضاء (Due Omra) | ذی قعدہ 7ھ | اپریل 629ء | Wednesday |
| 14۔ فتح مکہ (Victory of Mecca) | 20/رمضان 8ھ | 12/جنوری 630ء | Thusday |
| 15۔ غزوۂ حنین (Battle of Hunain) | 11/ شوال 8ھ | 1/فبروری 630ء | Wednesday |
| 16۔ غزوۂ طائف (Battle of Taif) | 13/ شوال 8ھ | 3/فبروری 630ء | Friday |
| 17۔غزوۂ تبوک (Battle of Tabouk) | رجب تا رمضان 9ھ | اکٹوبر تا ڈسمبر 630ء | Friday |
| 18۔ حجۃ الوداع (Fare-well Huj) | 9/ذی الحجہ 10ھ | 9/مارچ 631ء | Friday |
| 19۔ وفات نبوی ﷺ (Pasingawayof Prophet [pbuh]) | یکم ربیع الاول 11ھ | 25/مئی 632ء | Monday |

نوٹ:۔ گو ہجری تاریخ کے مطابق عیسوی تاریخ نکالنے میں اکثر اختلاف ہے لیکن حتی الامکان کوشش کی گئی اور مُستند کتب سے استفادہ کیا گیا ہے کہ صحت برقرار رہے۔ اور قارئین کے لئے ایک خاکہ پیش کیا جائے تاکہ یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

# پیش لفظ

# FOREWORD

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول 13 نبوی میں مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے۔ یہہ ہی سن ہجری کی ابتدا ہے۔ مشرکین نے اُسی وقت اسلامی حکومت کے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خلاف طاقت آزمائی شروع کردی تھیں۔ چنانچہ وصال نبوی [ﷺ] تک دس [10] برس کی مختصر مدت میں آنحضور [ﷺ] کو تقریباً مسلسل حالت جنگ و مدافعت (War & Defence) میں رہنا پڑا۔ آپ [ﷺ] صحابہ کے چھوٹے چھوٹے مسلح دستہ مختلف مہمات (Compaigns) پر روانہ فرماتے رہے۔ ان مہمات کا نام مورخین نے ''سرایہ'' رکھا۔

جن مہمات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس (Personally) شریک ہوتے، انہیں ''غزوات'' (Battles) کہا گیا ہے۔ اصحابہ سیر (Historians) نے سریہ کی تعداد میں اختلاف کیا ہے اور تعداد [35] سے [73] تک بیان کیجاتی ہیں۔ البتہ غزوات کی تعداد بہ اتفاق [27] ہے۔ اُن میں سے اکثر غزوات میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی یا پھر مصالحت (Reconciliation) کی بناء لڑائی کو ٹال دیا گیا۔ جن غزوات نے لڑائی کی شکل اختیار کرلی اُن کا کچھ تفصیلی جائزہ لینے کی کوشش اس رسالے میں کی گئی تا کہ یہہ بات قارئین (Readers) کو ثابت ہوجائے کہ اسلام کی تمام تر جنگیں مدافعتی (Defencive) حیثیت کی تھیں نہ کہ جارحانہ (Offensive) طرز کی۔ ان غزوات میں غزوہ بدر، غزوہ احد، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ اور غزوہ حنین شامل ہیں۔ اس مضمون کی غرض وغایت (Purpose) یہ

ہیکہ آج کل کی نوجون پیڑی(Youngesters) کو اسلام کی ابتدائی کٹھن جدوجہد (Tuff task)اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی الوالعزمی(Firm Determination)اور خیر خواہی(Well wishing) سے واقف کرایا جائے۔

چنانچہ ان غزوات کا مختصر مگر جامع(Comprehensive) بیان کے تعلق سے ماہ رمضان المبارک نومبر ۲۰۰۳ء میں محلّہ کی مسجدِ حبیبہ کے صدر الحاج میر ممتاز علی صاحب اور چند مصلیانِ مسجد کی جانب سے مجھ ناچیز سے خواہش کی گئی۔ جس کی تکمیل میں یہ رسالہ مرتب کیا گیا۔ جس کو مسجد میں روزانہ عصر کی نماز کے بعد پڑھکر سنایا گیا تا کہ نوجوان مصلیان کو خصوصی طور سے آگاہی کا سامان ہوسکے۔ مجھ ناچیز کی دُعا ہے کہ میری اس سعی و کوشش کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں قبول فرمائے اور مجھ عاصی پر بھی اپنی رحمت و فضل فرمائے اور عنایت و اِکرام سے نواز دے۔

اس رسالہ کی ترتیب میں تفسیرِ صدیقی، مشکوٰۃ شریف اور سیرت نبی [ﷺ] کی مسند کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کی تحریر کیلئے خطات جناب محمد شجاعت اللہ خان صاحب اور کمپیوٹر پُراسس(Computer Processing) کے لئے جناب سید شاہ عبدالقادر حسینی سلمانؔ لائق ستایش ہیں اور جن کا میں بیحد ممنوں ہوں۔ اگرچیکہ اس بات کی حتی الامکان کوشش کی گئی کہ کوئی سہو(Mistake) واقع نہو پھر بھی اگر کوئی کوتاہی معلوم ہوتو مہربانی فرما کر مطلع فرمائیے تا کہ اسکا ازالہ ہوسکے۔

فقیر و خادم

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری یم۔یس (الکٹرانکس)

سابق مہتمم پولس حیدرآباد

فرزند و جانشین خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

# مختصر ذِکرِ
# سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس[40] سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ساری دنیا شرک وکفر(Polythism & Infedality)اور ظلم وزیادتی میں گرفتار ہے۔ ایک دوسرے کو مارڈالنا، چوری اور زنا کاری(Adultery) عام ہے۔ سودخواری(usury)، جوابازی(Gambling) ہر جگہ ہورہی ہے۔اَمن کی صورت نظر نہیں آتی۔آپ ﷺ نے سب کو نصیحت کی کہ ایک خدا کو مانو۔توحید(Monothiesm)اختیار کرو۔وہ تمام باتیں چھوڑ دو جس سے بدامنی(Breach of peace) پیدا ہوتی ہے۔اس پر لوگوں نے آپ ﷺ کو قسم قسم کی تکلیفیں پہنچانے لگے۔ اس وقت مدینہ میں اور حَبش (Abyssinia) کے ممالک میں اَمن تھا۔آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مدینہ اور حبش کو چلے جائیں اور اپنا وطن چھوڑ دیں۔اَمن کے مقام پر اللہ اللہ کریں۔ جب ظلم حد سے زیادہ ہونے لگے تو آخر آپ خود بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ مدینہ شریف چلے گئے۔ اِس وطن چھوڑنے کو ''ہجرت'' (The Flight) کہتے ہیں۔سنہ ہجری (Muslim era) ہجرت سے ہی ہے۔ظالموں نے آپ ﷺ کو مدینہ شریف میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔مدینہ شریف کے اطراف کے جانور(Cattle) ہانک (پکڑ) لے جاتے تھے۔ابوجہل نے جو کہ سردار تھا، حضرت سعد بن عبادہؓ سے جو مدینہ کے سردار تھے، کہا کہ اگر تم محمد[ﷺ] کو اپنی پناہ(Protection) سے

نہ نکالوگے تو ہم تم کو حج کرنے نہ دینگے۔سعدؓ نے کہا اگر تم ہم کو خلافِ دستور (cotarary to rules) حج سے روکوگے تو ہم بھی تم کو مدینہ کی سرزمین سے گزرنے نہ دینگے۔ ملّہ کے کافروں نے ایک بڑا قافلہ ( کاروان ) ملک شام (Syria) کو روانہ کیا تا کہ اسکے نفع (Profit) سے مسلمانوں سے لڑیں۔ مدینہ والوں نے اس قافلے کو روکنا چاہا۔اس قافلہ کا سردار ابوسفیان بن حَرب تھا، جو اسوقت تک ایمان نہیں لایا تھا۔ابوسفیان قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور اسکی حفاظت کرنے والی فوج اور مسلمانوں میں جنگ ہوگئی۔مسلمان بےسروسامان (With out proper means) تین سوتیرہ(313) صحابہؓ تھےاور کافر مسلح ہرساز وسامان سے لیس(Armed &, Equiped) ایک ہزار(1000) کی تعداد میں تھے۔مگراللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو فتح(Victory) دی۔

ابوجہل،عقبہ،شیعبہ،ولید بن مُغیرہ اوردوسرے کافروں کے سردار مارے گئے۔یہہ واقعہ ''بدر'' کا ہے۔اور اِسی کو''جنگ بدر'' یا ''غزوہ بدر'' (Battel of Bader) کہتے ہیں۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کفارِ ملّہ اپنے سرداروں کے مارے جانے کا بدلہ لینے کیلئے مدینہ کےقریب پہنچے۔''اُحد'' کے پہاڑ کے پاس مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔اس جنگ کو جنگ احد(Battel of Uhad) کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جنگ احد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھاٹی(Hillock) پر پچاس[50] تیراندازوں(Bow-men) کو بٹھایا تھا۔اورحکم دیا تھا وہاں سے نہ ہٹیں۔ لیکن مسلمان اپنی فتح دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف مالِ غنیمت(Booty) لوٹنے کیلئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔دشمن نے گھاٹی پر سے حملہ کردیا۔ لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ پہلے کافروں کو شکست ہوئی تھی۔ اوراس وقت مسلمانوں کو شکست ہوئی۔لڑائی بےنتیجہ رہی۔اُسی جنگ کا نام''جنگ اُحد'' ہے۔

اُس کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں دس سال کیلئے صُلح کا معاہدہ(truce for peace) ہوا۔کافروں کے حلیف(Ally) ’’بنی بکر‘‘ ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بنی خزاعہ ہوئے۔حلیف کے معنی ہیں جنگ ہو تو مدد کرنے والے۔بنی بکر اور بنی خزاعہ میں لڑائی ہوگئی۔ کفارِ قریش نے بنی بکر کی تائید(Support) کی اور بنی خزاعہ کو نقصان پہنچایا۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کے مطابق بنی خزاعہ کی تائید کیلئے بارہ ہزار (12000) جرار افواج(Large Army) کے ساتھ مکّہ شریف کا محاصرہ (Siege) کرلیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا کی۔اور دشمنوں کو شکست(Defeat) ہوئی۔اسکو فتح مکّہ کہتے ہیں ﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ﴾ (سورہ فتح آیت 1) سے مراد فتح مکّہ ہے۔

اُن کافروں کی بدسلوکی کا بدلہ رحمۃ للعٰلمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیا؟ دُشمنوں کیلئے عام معافی(Genral Excuse) کا اعلان کردیا۔اور کہا گیا کہ جو ابوسفیان رضی اللہ عنہ (سردارِ قریش اَب یہ ایمان لاچکے تھے) کے گھر میں پناہ لے اُسکو اَمن، مکّہ کی مسجد الحرام میں جو پناہ لے اُسکو امن، جو ہتھیار ڈالدے(Laydown Arms) اُسکو اَمن، جو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے اُسکو امن، آخر مکّہ، مکّہ والوں کے حوالے کردیا اور آپ ﷺ مدینے شریف تشریف لیگئے۔

جب مکّہ فتح ہوگیا تو کافروں کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیحد عزت بڑھ گئی۔آپ ﷺ کے دین کو حق(True) اور آپ ﷺ کو برحق (Honest) سمجھنے لگے۔اور مسلمان ہوتے گئے۔ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آپ ﷺ کی خدمت میں آتے اور مشرف با اسلام ہوتے۔ ﴿وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡ خُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا﴾ اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور یہی غزوات اور اسلامی جنگوں کا خلاصہ (gist) ہے۔دنیا کوئی ایسی نظیر (مثال) پیش نہیں کرسکتی

ہے کہ اتنی لڑائیوں میں کل دشمن کے ساڑھے تین سو یا چار سو سے زیادہ آدمی مارے نہ گئے ہوں۔ اور جبکہ صرف ڈھائی سو مسلمان شہد ہوئے ہوں۔

غیر مسلم عوام کس منہ سے کہتے ہیں کہ دین اسلام بزورِ شمشیر (on the point of sword) پھیلا ہے۔ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں۔ جنگِ عظیم (world war) اور حال کے عالمگیر جنگوں پر غور کریں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے سب نذرِ آتش ہو رہے ہیں۔ یہہ ایٹم بم (Atom Bomb) اور دیگر مزائیل کی بم باریوں سے کیا تباہی ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو پورا پورا تحفظ (security) دیا گیا تھا۔ چاہے وہ دُشمن ہی کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ اور تمام کی تمام لڑائیاں اپنے تحفظ (selfdence) کی خاطر لڑنی پڑی تا کہ امن و آمان قائم ہو سکے۔ امن و سلامتی ہی اسلام کا پیام ہے۔

وَ آخرِ دعوان الحمد للہ رب العٰلمین

# غزوۂ بدر(The Battle of Badar): -رمضان 2ھ

آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہؓ کو مدینہ شریف میں نائب(vicegerent) بنایا اور تین سو تیرہ[313] جانثاروں کے ہمراہ 8رمضان 2ھ کو روانہ ہوئے۔ اِس بار انصار بھی شامل تھے۔17رمضان مطابق مارچ 634ء کو معرکہ(Battle of Bader) ہوا۔ جملہ چودہ(14) مسلمان شہید ہوئے۔اور ستر(70) دشمن ہلاک ہوے۔27رمضان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ شریف تشریف لائے۔

اکثر علماء پورے حالات سے واقف نہ ہونیکی وجہ سے جنگ بدر کو جارحانہ(Offensive) سمجھتے ہیں کہ مسلمان قریش کے قافلے کو لوٹنے کیلئے گئے تھے۔ پورے حالات یہاں بیان کئے گئے ہیں جس سے ثابت ہوجائے گا کہ بدر کی لڑائی بھی مدافعانہ (Deffensive) تھی نہ کہ جارحانہ (OFFENSIVE)۔

عربوں کی عادت تھی کہ وہ ماہ ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ماہ رجب میں آپس میں صلح و آشتی یعنی مل جل کر رہتے اوران امن کے مہینوں میں تجارت کیلئے قافلے جاتے ﴿رِحلَةَ الشِتَآءِ وَالصَّيف﴾ یعنی"سرما اور گرما میں،امن کے زمانے میں تجارت کرکے مالا مال ہوجاتے"۔ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سردار کی نگرانی میں مسلمان مدینہ سے حج کرنے گئے۔ ملّہ شریف آئے تو اَبوجہل نے خلاف قاعدۂ عرب (Contarary to Arab's customs) سعدؓ سے کہا کہ تم محمد[ﷺ] کو ہمارے حوالے کردو، ورنہ ہم تم کو حج کرنے نہ دینگے۔حضرت سعدؓ نے کہا کہ اگر تم ہم کو حج سے روکتے ہوتو ہم بھی تم کو تجارت کرنے کے لئے ہماری سرزمین یعنی مدینہ سے گزرنے نہ دینگے۔ قریش کے(شریر) کفار مدینہ شریف کے علاقہ میں جاکر مدینہ والوں کے اونٹ پکڑ لے

جاتے۔ ابوسفیان ابن حرب (اب تک ایمان نہیں لائے تھے) کی سرگردگی میں ایک تجارت کا قافلہ نکلا۔اس قافلہ کے لوگوں نے باہم معاہدہ کرلیا تھا کہ اس دفعہ جو بھی فائدہ ہوگا، مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے ساری رقم لگا دیجائے گی۔ اِسکی اطلاع پاتے ہی تین سوتیرہ(313) آدمی (صحابہ) مدینے کے علاقہ کی سرزمین پر قافلے کو روکنے کیلئے اوراپنی سرزمین پر سے نہ گذرنے دینے کیلئے مقام بدر میں ٹھرے رہے نہ کہ قافلے کو لوٹنے کیلئے۔مگرابوسفیان نے واپسی میں راستہ کترا کر قافلہ کو مکّہ پہنچادیا۔

کفارقریش نے سنا تو مکّہ سے ایک ہزار(1000) مسلح سپاہیوں کیساتھ مدینہ کی سرزمین پر حملہ کیا۔ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آ گئیں تو مقام بدر پر جنگ شروع ہوگئی۔اس سے قبل حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عالیشان فوجی کمانڈر کی طرح اپنے ساتھیوں کی صفوں کو بہ نفسِ نفیس خود ترتیب دی اور ابتدائی احکام جاری فرمائے، آپ ﷺ نے جنگ میں پہل نہ کرنیکی ہدایت فرمائی۔یہی وجہہ تھی کہ بدر میں مسلمانوں کے لئے یہی حکم تھا کہ وہ صرف مدافعت (Defence) کریں۔آپ ﷺ نے تمام صفوں کا معائینہ کیا۔صف آراء جوانوں کو ایکبار پھر خطاب (Address) کیا اوران کے حوصلے کو بڑھایا اوران کو پابندی(Obediency) کا احساس دلایا۔

بدر کے میدان میں جب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا تو دشمن کی طرف عتبہ، شِیعبہ، ولید بن مُغیرہ اور ابوجہل جیسے ممتاز(High Ranking) سردار تھے۔عُتبہ، شِعبہ، وَلید نے مبارزہ طلبی کی۔یعنی پکارا کہ کوئی لڑنے والا ہے تو آئے اورہم سے لڑے۔ یہ سُنکر اَنصار جانثارانِ محمدی[ﷺ] آپہونچے۔ اُن کفارقریش کے سرداروں نے کہا،"تم کیا ہماری برابری کرتے ہو۔کیا تم کو حوصلہ ہے کہ ہم سے مقابلہ کروگے،تم کھیتی باڑی کرنیوالے ہو"۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہاں ہیں حمزہؓ بن عبدالمطلب (عم یعنی حضور ﷺ کے چچا) کہاں ہیں اُبوعبیدہؓ بن حارث (حضور ﷺ کے عم زاد

بھائی) کہاں ہے علیؓ بن ابی طالب (چچازاد بھائی اور دامادِ رسول اللہ ﷺ) جاؤ اُن کافروں سے جنگ کرو۔عتبہ کے مقابلے پر حضرت حمزہؓ آئے اور شیبہ کے مقابل اَبوعبیدہؓ اور وَلید کے مقابل حضرت علیؓ۔عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ آپؓ نے فرمایا میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔اور یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔اور یہ ابوعبیدہ بن حارث ہیں۔اُس نے کہا ''کُفوٌ کریم'' یعنی تم ہمارے برابر والے ہو۔شریف ہو۔اور تلواریں چلنے لگیں۔بجلیاں کوندنے (چمکنے) لگیں۔حمزہؓ نے عتبہ کو مارکرفنا کردیا۔حضرت علیؓ نے ولید کو مارکرڈھیر کردیا۔شیبہ نے بھالے سے ابوعبیدہؓ کے پیر میں ایسی مار ماری کہ وہ زمین پر آرہے۔حضرت حمزہؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ کا کام تمام کیا۔حضرت ابوعبیدہؓ جگہ سے ہٹالئے گئے۔ابوعبیدہؓ کے سر کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زانوئے مبارک (گود میں) پر رکھ لیا۔اور بار بار رومال مبارک سے منہ پوچتے جاتے۔وہ پوچھتے یارسول اللہ میں جنگ گاہ (Battle field) سے ہٹالیا گیا ہوں۔کیا میں شہیدوں (Martyrs) میں شمار کیا جاؤں گا؟ سرکار ﷺ تصدیق فرماتے ہیں۔اور وہ روئے مبارک کو دیکھتے ہوئے راہی عالمِ بالا ہوتے ہیں۔ یعنی انتقال فرماتے ہیں۔ایک انصاری نوجوان بچہ جس کا نام معوذ بن عفراء تھا، عبداللہؓ بن مسعود کے پاس آکر کان کے پاس منہ لگا کر پوچھتا ہے ''چچا چچا وہ اَبوجہل کون ہے جو ہمارے سرکار ﷺ کو تکلیف دیتا ہے''۔ادھر دوسرا بھائی آتا ہے جس کا نام مسعود بن عفراء تھا وہ پوچھتا ہے ''وہ اَبوجہل کون ہے جو ہمارے سرکار ﷺ کو ہمیشہ ستاتا ہے''۔وہ ابوجہل کی طرف اِشارہ کرتے ہیں۔دو بجلیاں چمکتی ہیں اور ان دونوں بچوں کی تلواریں ابوجہل کے دونوں پاؤں پر پڑتی ہیں اور اَبوجہل دھڑام سے زمین پر آگرتا ہے۔ ایک بھائی خون آلودہ تلوار حضور ﷺ کو بتاتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے دشمن کو مارکر پھینک دیا ہے دوسرا انصاری لڑکا دوڑتا آتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سرکار میں نے آپ ﷺ کے دشمن کو مار ڈالا ہے۔اور اپنی خون آلود تلوار بتاتا ہے۔سرکار ﷺ

اُن دونوں بچوں کی کارگردگی پر خوشی وخرمی کا اظہار فرماتے ہیں۔

بَدر میں مسلمانوں کی فتح کی بڑی وجہ نظم وضبط (Organisational Desipline) کی پابندی، یعنی اَحکام کی مکمل اور غیر مشروط اطاعت(Total Obedience of commad)اور آپ ﷺ کی شخصیت پر ہر طرح سے مکمل اِعتماد تھا۔ ایک طرف تو صحابہ کو آپ ﷺ کی قیادت (Leader Ship) پر مکمل اعتماد تھا اور آپ ﷺ کی شخصیت بھی ہر طرح سے بے داغ(Flaw Less) اور آپ ﷺ کے کردار کی عظمت صحابہ کے دلوں پر نقش ہوئی تھی۔ دوسری طرف رسول خدا ﷺ کو ہر وقت تائیدِ الٰہی حاصل رہی۔

سورۃ الفتح کی اس آیۃ ﴿وَنَصَرُ اللّٰهِ وَنَصْرًا عَزِيزًا﴾ میں فتح بدر کی طرف اشارہ ہے۔

## غزوۂ اُحد [شوال 3ھ] [Mar. 625A.D] Battle of Uhed:

5/شوال 3ھ کو مکّہ سے خبر ملی کہ قریش بدر کی شکست(Defeat) کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار[3000] کا لشکر(Army) لیکر آرہے ہیں۔ آپ ﷺ اَگلے ہی روز حضرت ابن اُم مکتومؓ کو نائب مقرر فرما کر مدینہ سے ایک ہزار[1000] مسلمانوں کو لیکر مقابلے کیلئے نکلے۔ راستہ میں تین سو[300] منافقین (Hypocrite) ساتھ چھوڑ گئے۔ 7/شوال کو مدینہ کے شمال مشرق میں جبلِ اُحد (احد کے پہاڑ) کے دامن میں معرکہ (لڑائی) ہوا۔ مسلمان تیراندازوں (Archers) کی ایک غلطی کے باعث مجاہدین کا جانی نقصان زیادہ ہوا۔ ستر (70) صحابہ شہید(Martys) ہوئے۔ دشمن کے (23) آدمی ہلاک ہوئے۔ مشرکین کا پلہ اگرچیکہ بھاری(Greater Chances of Success) تھا مگر واپس لوٹ گئے۔

جنگِ بدر کی تفصیلات :- حفاظتی تدابیر (Security Measures) اختیار کرنیکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مختصر رسالۂ مجاہدین (Covalry) کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک دستہ (squadron) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے تحت فوری جوابی کاروائی (Timely Counter Attack) کیلئے منتخب کیا تھا۔ دوسرا دستہ اہم ترین مقام (گھائی) پر متعین تیراندازوں کے دستے کی فوری مدد اور پیش قدمی کیلئے تھا۔کوہِ احد کو عقب (پیچھے) میں رکھکر (50) تیراندازوں کا دستہ پہاڑی کے پیچھے تعینات کردیا تھا کہ اس سمت سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں (Archars) کو سختی سے تاکید کی تھی کہ جب تک اُن کو حکم نہ ملے وہ وہاں سے نہ ہلیں۔

کفار قریش نے جنگ بدر کا انتقام لینے کے خیال سے بڑی بھاری فوج لیکر اُحد (پہاڑ) کے پاس مدینہ پر چڑھائی (Waged war) کی۔ وحشی نامی ایک شخص نے جو ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا حربہ (چھوٹا نیزہ) حضرت حمزہؓ کے کوکھ (Abdomen) پر پھینکا اور آپؓ نے وہیں جام شہادت نوش کیا۔ایک کافر اپنے گھوڑے کو خوب مَلتا اور دانہ چارہ دیتا تھا۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھوڑے پر اتنا اِہتمام کیوں کرتا ہے تو اُس نے کہا اِس پر سوار ہوکر تم سے لڑونگا۔ اور تمکو مارڈالونگا۔یہی شخص اُحد کی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے نکلتا ہے۔اور جانثارانِ نبی ﷺ (Devotees) اُس پر دوڑ پڑتے ہیں۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسے مت روکو۔ میری طرف آنے دو جب وہ قریب آجاتا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن بیت یعنی تلوار کی اَنی مارتے ہیں اور وہ ڈھیر ہوکر رہ جاتا ہے۔پھر گھمسان کی لڑائی ہونے لگتی ہے۔مسلمانوں کو کامیابی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ایسے میں تیرانداز مسلمان اپنے اُس مقام سے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹھایا تھا یعنی گھائی پر۔ وہ اُٹھ کر مال غنیمت (Booty) لوٹنے لگے۔ دس [10] آدمیوں کے سوائے سب اس لوٹ میں شریک تھے۔دشمن خالد بن ولید (ابھی ایمان نہیں

لائے تھے) کی سرکردگی میں گھاٹی کو خالی پا کر وہاں سے لوٹنے والے مسلمانوں پر آ پڑے۔ کسی ظالم نے یہ خبر اُڑا دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دئے ہیں۔ اس غلط خبر کو سنکر مسلمان پریشان ہو گئے۔ کسی خبیث (Wieked) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک (Face) پر ایک پتھر پھینکا، جس سے دندانِ مبارک (teeth) شہید ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کو زمین پر گرنے نہیں دیتے ہیں کہیں یہ سرزمین تباہ نہ ہو جائے۔ خون مبارک کو کپڑے میں جذب کر لیتے اور دربارِ الٰہی میں عرض کرتے کہ یہ نادان ہیں جاہل (Ignorent) ہیں مجھے نہیں پہچانتے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق (Trench) کے ایک ''کھوٗ'' (Cave) میں پناہ لی۔ ساتھ ابوبکرؓ، عمرؓ بھی تھے۔ کافروں کے لشکر کا سردار ابوسفیان ابن حرب تھا۔ اس نے چیخا اَیْنَ اَبِی کَفْشَه یعنی رسول اللہ صلی اللہ وسلم کہاں ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ''خاموش'' پھر اس نے چیخا اَیْنَ اَبِی قَحَافَه یعنی حضرت ابوبکرؓ کہاں ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا خاموش پھر پکارا اَیْنَ اَبِی الْخَطَّاب یعنی حضرت عمرؓ کہاں ہیں۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر تو خاموش رہے ابوسفیان نعرہ مارا اَعْلُ هُبُلُ یعنی اَب ہُبُل (دیوتا) کا بول بالا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے بھی پکار کر آواز دی۔ اے دشمنِ خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ ہیں۔ اور ابوبکرؓ بھی زندہ ہیں اور میں بھی زندہ ہوں۔ گویا ابوسفیان سیاسی پیشن گوئی کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں مسلمان فتح و نصرت اور اطمینان و اتفاق سے رہیں گے۔ بہر حال لڑائی بے نتیجہ رہی۔ کفار، مدینہ شریف کو فتح نہیں کر سکے اور نہ مسلمانوں نے کافروں کو کامل شکست دی۔

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کا زیادہ نقصان ہوا۔ پوری طرح گھر جانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سپاہ کے حوصلوں (Courage) کو شکست نہ ہونے دی اور اگلے ہی دن غزوہ

حمرالاسد میں اپنے صحابہ کی قیادت (Leader ship) کرتے ہوئے قریش کے اُحد سے لوٹتے ہوئے لشکر کے کیمپ تک جا کر انہیں مرعوب (Frighten) کیا۔ اور اُن پر واضع کر دیا کہ مسلمان کسی طرح کمزور نہیں ہیں۔

## جنگ خندق یا غزوہٴ احزاب [شوال 5ھ]

## The Battle of AHZAB (Trench) (Mar.627 AD)

اس بات کی خبر ملنے پر کہ کفار قریش اپنے حلیفوں یعنی (Allies) یہود سے ملکر مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ (Plan) بنالیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مرتبہ مدینہ میں رہکر مقابلے کرنے کا فیصلہ کیا۔ شہر کے شمال مغرب میں ساڑھے تین میل لمبی خندق (Trench) کھودی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُس کُھدائی میں حصہ لیا ور ایک گرانقد شخصی (Exemplary Premsonal) مثال قائم کی۔ ماہ شوال 5ھ کے آخر میں دس ہزار (10,000) کفار قریش اور دوسرے دُشمنانِ اِسلام حملے کیلئے آئے۔ 27 یا 28 / شوال کو مقابلہ شروع ہوا۔ لیکن خندق کیوجہ سے معرکہ (لڑائی) نہو سکا۔ چوبیس (24) روز تک دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہی۔ چھوٹی موٹی چھڑپیں ہوئیں۔ جن میں دو مُشرک ہلاک اور ایک صحابی زخمی ہوئے۔ اس دوران حضرت ابن اُم مکتومؓ مدینہ میں قائم مقام (Vicegerent) تھے۔ تین ہزار صحابہ محاذ (Battle field) پر رہے۔ دشمنوں کی صفوں (Formation) میں پھوٹ پڑگئی۔ بالآخر ایک دن پانی خوب برسا۔ ہوائیں تیز چلیں۔ ڈیرے (Tents) وغیرہ اُکھڑ گئے۔ زیادہ دیر تک یہہ ظالم فوجیں ٹھہر نہ سکیں۔ ناشاد و نامراد (Empty Handed) واپس ہونا پڑا۔ اِس جنگ کو جنگ اَحزاب بھی کہتے ہیں۔

مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے حلیف (Ally) تھے۔ اور ہم آہنگ (Sound) بھی تھے۔ یعنی

اسلحہ سے لیز (Armed) تھے ان کو چاہیئے تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہوکر کفارِقریش سے لڑتے مگر اِس کے بجائے اُنھوں نے کفارِقریش کے ساتھ ہوکر مسلمانوں سے لڑنا چاہا اور کفارِ مکّہ کا ساتھ دیا۔

## معاہدہ حدیبیہ [ذی قعدہ 6ھ] Truce of Hadibiyya [Mar. 628 A.D]

عربوں کے اُصول کے معافق اہلِ قریش اَشہروالحرم یعنی چار مہینوں، ذیقعد، ذی الحج، محرم اور رجب میں کسی سے نہ لڑتے اور نہ کسی کو حج سے روکتے بلکہ اَمن چین سے تجارت کرتے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حج کے اِرادہ سے مکّہ کی طرف چلے۔ بیچ میں کفارقریش نے راستہ رُوکا۔ اور چند غُنڈوں کو تیار کرکے روانہ کیا کہ مصلحت (Expediency) کی صورت کا بہانہ (Pretext) بناکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچیں اور شہید کرنے کی کوشش کریں۔ مگر وہ سب پکڑ لیئے گئے اور اپنے کیفلر کردارتک پہنچے یعنی ہلاک کردئے گئے۔ جب قریش اپنی ضد سے باز نہ آئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قریش سے گفتگو کرنیکے لئے روانہ کئے گئے، کسی ظالم نے یہ خبر اُڑادی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردئے گئے۔ بس کیا تھا تمام مسلمان مارنے مرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے تشرف فرما ہوکر بیعت ( Pledge of allegience) لی۔ اُس کو ’’بیعت رضوان‘‘ کہتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نوسو آدمیوں نے اپنے ہتھیار لیکر مارنے مرنے اور پیچھے نہ ہٹنے کی قسم کھائی۔ یہہ حالت دیکھ کر قریش کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے یعنی وحیران و پریشان ہوگئے اور نرم پڑ کر مصلحت کیلئے تیار ہوگئے۔ مصالحت (Reconciliation) کے شرائط یہ تھے۔

(ا) اِس سال حج ملتوی (Posepond) کیا جائے اور آئندہ سال حج کیا جائے۔

(۲) جو مسلمان، کفارِ قریش کے پاس چلا جائے وہ واپس نہ کیا جائے۔ اور جو مسلمان مکّہ کا رہنے والا مدینہ شریف میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائے تو وہ واپس کر دیا جائے۔

چنانچہ ابو جندل نامی ایک لڑکا جو ابھی ابھی ایمان قبول کیا تھا، جسکو اس کے باپ نے پابہ زنجیر کر رکھا تھا اسکو بھی اس کے باپ کے پاس واپس کرنا پڑا تھا۔ یہہ منظر بڑا سخت تھا۔ اسلامی حمیت (Respect) سے بھرے ہوئے مسلمان لوگ مارنے اور مرنے کو تیار تھے۔ اور کسی طرح ان شرائط (Conditions) کو قبول نہیں کرتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سمجھا کر ابو جندل کو واپس کر دیا۔ اسکے بعد معاہدہ نامہ تیار ہونے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح لکھنا شروع کیا۔

## بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ھٰذَا مِنۡ مُحَمَّدُ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ

کفار قریش نے کہا ہم رحمٰن کا لفظ سننے کے عادی نہیں۔ اِس طرح نہ لکھو۔ انہوں نے دوسرا اعتراض یہ کیا کہ اگر ہم آپ کو رسول خدا سمجھتے تو آپ سے لڑتے ہی کیوں۔ لکھو ''من محمد (ﷺ) ابن عبداللہ'' رسول اللہ کا لفظ مٹا کر ابن عبداللہ لکھنے کی ضرورت ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اَڑ گئے کہ میں ''مِنۡ محمد رسول اللہ'' کے لفظ کو مٹا نہیں سکتا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا کر ابنِ عبداللہ کا لفظ لکھ دیا۔ یہ بڑے اِشتعال (Provocation) کا وقت تھا۔ جاںنثاران محمدی اپنا آخری قطرہ خون تک بہانے کے لئے تیار تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ دیکھا دیں کہ مسلمان انتہائی صُلح جُو (Peace loving) ہیں یعنی امن پسند ہیں اور کفار قریش نہایت درجہ ہٹ دھرم (Stubbon) ہیں۔ خیر! صلح نامہ مرتب (Drafted) ہوگیا۔ اس میں یہ شرط بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہو۔ اور قبیلہ بنو خزاعہ حضرت ﷺ کا حلیف (Ally) ہوا اور ایک دوسرا قبیلہ بنو بکر کفار قریش کا حلیف۔ اسکو معاہدۂ حدیبیہ

(Troce of Hadibiyya) کہتے ہیں۔

سورۃ الفتح کی آیۃ نمبر[ 18] لَقَدْ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک (Hand) پر بیعت رضوان کا ذکر ہے۔ اللہ نے اُس بیعت کرنیوالوں کے مضبوط ایمان و اطمینان سے واقف ہوکر نورِ سکینہ (اطمنان قلب) سے سرفراز کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ ان نو سو(900) آدمیوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضوانُ اللہ اجمعین بھی ہیں۔ جن سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اُن کے ایمان سے واقف ہے۔

مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ واپس مدینے کو پہونچ گئے اور ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ اَبوبصیر نامی ایک صاحب مکّہ سے مدینہ کو بھاگ آئے۔ دو کافر، اَبوبصیر کو مدینہ سے لینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو واپس کردیا۔

جاتے ہوئے اُن دو کافروں میں سے ایک سے ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "تمہاری تلوار بہت اچھے فولاد (Iron) کی معلوم ہوتی ہے۔ ذرا دیکھوں تو تمہاری تلوار"۔ اُس جاہل نے تلوار دیدی۔ اَبوبصیرؓ نے ایک ایسا وار کیا کہ جسم کو سر کا وزن اُٹھانیکی ضرورت نہ رہی۔ اَبوبصیرؓ خون چکاں (Bloody) تلوار لیکر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے۔ مقتول کیساتھ کا دوسرا کافر بھی پہونچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑا لڑاکو ہے۔ اِس کے ساتھ کوئی اور ہوتا تو ایک آگ لگادیتا۔

اَبوبصیر کو واپس ہونا پڑا۔ ابوبصیرؓ نے دیکھا کہ مکّہ میں معاہدہ اَمن کی بناء پر کوئی صورت نہیں ہے۔ ایک پہاڑ کے پاس جاکر بیٹھ گئے اور قریش میں سے ایکّہ، دکّا جو ملتا اُسکو فِی النَّارِ وَ السَّقر کردیتے یعنی مار ڈالتے۔ اِسکی اطلاع نومسلمانوں (New Muslims) کو ہوگئی اور وہ بجائے مدینہ میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسم کے پاس آنیکے اَبو بصیرؓ کے پاس جاتے۔اُنکی حمایت روز بروز بڑھنے لگی اور ابو بصیرؓ کی گوریلہ جنگ سے قریش عاجز ہوکر دربارِ نبوت [ﷺ] سے درخواست کی کہ وہ شرط منسوخ (Obolish) کردیجائے۔اس طرح مسلمانوں کی صلح جوئی (Compromising Nature)اور کفار قریش کی زیادتی وظلم ستم روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔

## غزوہ خیبر [محرم 7ھ]: The Battle of Khaibar Trouble [June 628 Ad]

صُلح حدیبیہ کے ذریعہ کفار قریش کے فتنے سے مامون (مطمئن) ہوتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف دعوتِ اسلام کا دائرہ وسیع (Expand) کیا اور عرب اور عجم دیگر مما لک کے سربراہ(Rulers) کے نام مکتوب(Letters) روانہ فرمائے اور انہیں دعوتِ اسلام دی۔اور دوسری طرف یہودیوں کی شرارتوں اور بدعہدیوں(Malice) کی سرکوبی (Handling) کی طرف توجہ دی۔ یہودی،خیبر کے علاقہ میں اکٹھا ہوگئے۔ آپ ﷺ چودہ سو(1400)صحابہ کرام کولیکر آخرِ محرم 7ھ کو خیبر کی جانب روانہ ہوگئے۔حضرت سباع بن عرقطہ انصاریؓ کو مدینہ میں قائم مقام چھوڑا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ کی مدت میں مختلف قلع (Forts)فتح ہوگئے۔سترہ(17) مسلمان شہید ہوئے اور(93) دشمن ہلاک ہوئے۔اس طویل مہیم (لڑائی) کے نتیجہ میں جزیرۃ العرب(Arab peninsula) سے یہودیوں کا اثر ہمیشہ کیلئے ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ جمادی الاول 7ھ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔اس مہیم کے سب سے آخر میں قلعہ خیبر فتح ہوا۔جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

# فتح خیبر Victory of Khaiber

سورہ الفتح کی آیت[20]وَعَدَ كُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً میں فتح خیبر کی طرف اشارہ ہے۔مسلمانون نے ان بدعہد(Treacherous)یہودیوں کی سرکوبی کیلیئے خودرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرنگرانی وسرکردگی میں خیبر پر حملہ کردیا۔لڑائی یا محاصرہ(Siege) تین یا چار دن تک رہا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیر خدا علی مرتضیٰؓ کو جھنڈا دیکر خیبر کی طرف روانہ فرمایا۔اُس جھنڈے پر حضرتہ بی بی عائشہؓ کی روائے مبارک (چادر) باندھی گئی تھی۔ بہرحال حضرت اسداللہ غالب (علیؓ) نے قوتِ ولایت(Devine Strength)سے قلعہ کے دروازے کے پٹ کو ایک زور سے جھٹکا دیا۔اسکی چولیں(Joints)ٹوٹ گیں۔اور دروزہ کھل گیا۔اوراس دروزے کے پٹ کو خندق(Trench)پر بچھا دیا جس پر سے لوگ گزر کر قلعہ خیبر میں داخل ہوگئے۔لوگ کہتے ہیں کہ دروزہ اس قدر مضبوط تھا کہ کئی آدمی ملکر بھی اسکو اُٹھا نہیں سکتے تھے۔ یہودیوں میں لڑنے کی قوت نہیں تھی۔ بغیر کشت وخون (لڑائی) کے بجز اسکے کہ مرہب نامی پہلوان حضرت مولا علیؓ سے لڑکر مارا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ونصرت(Victory) عطا کی۔اور مسلمانوں کو یہودیوں کے شر(Malice)سے محفوظ کردیا۔اور مالِ غنیمت(Booty)بھی بہت ملا۔

# غزوۂ عام الفتح [رمضان 8ھ] The Victory Of Mecca

(20 Jan. 630 A.D.)

سن 6ھ میں مسلمانوں اورمُشرکین میں معاہدہ (Truce) ہوا( جسکو صُلح حدیبیہ کہتے ہیں) کہ دس (10) سال تک آپس میں جنگ نہ کرینگے۔لیکن مشرکین قریش اوران کے حلیف (Ally) بنوبکر دوسال بھی اُس معاہدہ کونہ نباہ سکے۔مشرکین کے حلیف(Ally) بنوبکر اور مسلمانوں کے

حلیف بنوخزاعہ میں لڑائی ہوئی۔مشرکین قریش نے اپنے حلیفوں کی مدد کی اور مسلمانوں کے حلیفوں کو سخت نقصان پہنچایا۔مسلمانوں کے حلیفوں نے مکّہ میں چیخا (Called for help) کہ ''یا محمد (ﷺ) قریش کے کفار نے اپنے حلیفوں کی مدد کر کے ہمکو سخت نقصان پہنچایا ہے۔آپ (ﷺ) ہمارے حلیف (Ally) ہیں ہماری مدد فرمائیے۔'' اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ شریف سے جواب دیا۔''لبیک' میں تمہاری مدد کرنے کے واسطے حاضر ہوں۔ اگر میں تمہاری مدد نہ کروں تو اللہ میری مدد نہ کرے''۔

ابوسفیان بن حرب سردار قریش نے مدینہ آکر یہ کوشش کی کہ دوبارہ پھر مصالحت اور جنگ نہ کرنے پر معاہدہ (Treaty) ہو جائے۔مگر اُسکی کوشش ناکام رہی۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار فوج لیکر 10 / رمضان المبارک 8 ھ کو مکّہ شریف کی طرف چلے۔راستے میں دو ہزر آدمی اور مل گئے۔حضرت ﷺ کیساتھ بارہ ہزار فوج ہوگئی۔17 / رمضان کو ''مرّ الظُّہران'' کے مقام میں خیمہ زن (Encamp) ہوئے۔اور 20 / رمضان 8 ھ کو مکّہ شریف کی طرف چلے۔ دفعتاً بارہ ہزار فوج نے مکّہ کو گھیر لیا۔ ابوسفیان سردار قریش نے دیکھا کہ اتنی بڑی اسلامی فوج سے کیونکر جنگ ممکن ہے۔حضرت عباسؓ چچا رسول اللہ مسلمان تو ہوگئے تھے مگر ہجرت نہیں کی تھی۔ اُنہوں نے اَبوسفیان سے کہا ''تم جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن (Peace) مانگو، ورنہ تمام مشرکین قریش تہہ تیغ کردئے جائینگے۔یعنی مارے جائینگے۔''

اس اَثناء میں مسلمانوں کے نوجوان سپاہیوں میں (جن کے سرکردہ [Comander] حضرت خالد بن ولیدؓ تھے) اور مشرکین مکّہ (جن کا سردار عکرمہ بن ابوجہل تھا) میں کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے (بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے) ستر (70) مشرکین قریش مارے گئے۔اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو فوراً لڑائی موقوف (stop) کرادی گئی۔اور حضرت

عباسؓ ابوسفیان کولیکر جس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما (Available) تھے دوڑے، راستے میں اسلامی نوجوانوں کے پہرے تھے۔ پہلے پہرے (Security Gaurd) پر حضرت علیؓ اپنے ہمراہیوں کیساتھ کھڑے تھے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے تعرض (روکا) نہیں کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے پیٹھ کے پیچھے اَبوسفیان کو بٹھالیا تھا۔ دوسرے پہرے پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا۔ اور یہہ بھی دیکھ لیا کہ ابوسفیان حضرت عباسؓ کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔ ابوسفیان کوتلوار لیکر مارنے کیلئے جھپٹے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سواری کو تیز دوڑا کر ابوسفیان کولیکر حضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ پیچھے سے حضرت عمرؓ بھی پہونچ گئے۔ حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسفیان مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسکو کچھ عزت سے ممتاز (promenent) فرمائے۔ حضرت رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ابوسفیانؓ کے گھر میں پناہ (protection) لے اُسکو اَمن، ابوسفیانؓ نے عرض کیا میرا گھر کتنا، وہ سارے قریش کو کہاں جگہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسجد ملّہ حرمِ شریف میں پناہ لے اُسکو اَمن، جو ہتھیار ڈالدے (Lay down Arms) اسکو امن جو گھر کے دروازے بند کرلے اسکو امن (Peace)۔

اسلامی فوج نے ملّہ میں داخل ہونا شروع کیا۔ سورۃ الفتح کی آیۃ اِنَّـا فَتَـحْـنَـا لَكَ فَتْحًـا مُّبِيْنًا یعنی ''ہم نے تم کو واضح اور کھلی ہوئی فتح عطا کی'' میں اِسی فتح کی طرف اِشارہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوسفیانؓ اور ان کے ساتھیوں کو کسی اور جگہ کھڑا کردو کہ یہہ اسلامی فوج کا گذرنا دیکھ لیں۔ ایک قبیلہ کے بعد ایک قبیلہ نعرے مارتا ہوا ملّہ میں گھس رہا تھا۔ ایک مسلمان سردار نے ابوسفیانؓ کی طرف اِشارہ کرکے کہا ''آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے۔ آج

قریش ذلیل کئے جائینگے‘‘۔ اَبوسفیانؓ گھبرائے اور مرکز نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ مسلم فوجیں کہہ رہی ہیں کہ آج قبیلہ قریش کو ذلیل کیا جائیگا۔ آنحضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی تو قریشی ہوں۔ آج کے دن قریش کی بڑی عزت ہوگی۔ پھر اس فوجی افسر کے ہاتھ سے جھنڈا نکال کر اس کے باپ یا بیٹے کے ہاتھ میں دیدیا گیا۔ محمد الرّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ یا باڈی گارڈ دو ہزار فوج تھی۔ پورے ہتھیار نے جب سے اُنکے چلنے میں ایک سنسناہٹ کی آواز آتی تھی۔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظ فوج کو دیکھکر ابوسفیان بھی متاثر ہوگئے۔ اور لگے کہنے کہ ’’دائی حلیمہ کے بیٹے کا کام بہت ذوردار ہوگیا‘‘۔ سرکارِ دوجہاں ﷺ اونٹنی (She Camel) پر سوار ہیں سیاہ عمامہ (Black Turban) سر پر ہے بار بار اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنیکے لئے سر جُھکاتے۔ آپ ﷺ کی بازو کی اُونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اس منظر سے ان کی خوشی کی کچھ انتہا نہ رہی۔ یہہ وہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر بٹھا کر کے لے چلے تھے۔ اور غارِ ثور میں پناہ لی تھی۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر شہر مکّہ میں داخل ہوگئے۔ اس وقت ہمارے پیارے نبی محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان پاک سے اِنَّا فَتَحْنَا کا سورہ پڑھ رہے تھے۔ اونٹ کے چلنے میں اسکے حرکت کرنے سے اِنَّا فَتَحْنَا کا سورہ پڑھنے میں آ، آ کی آواز آتی تھی۔ یعنی تان نکل رہی تھی۔ بہرحال خیر و خوبی کیساتھ امن و امان کیساتھ رحمۃ اللعلمین صلی اللہ وسلم کا داخلہ مسجد الحرام مبارک میں ہوگیا۔ سورہ فتح کی آیۃ نمبر 27 لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا (اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بے شک سچا خواب دیکھایا جو واقعہ کے مطابق تھا کہ اے مسلمانوں! مسجد الحرامؑ

میں ان شاء اللہ جاؤ گے امن چین کیساتھ )۔میں بھی فتح مکّہ کی طرف اشارہ ہے۔

## غزوۂ حنین[شوال 8ھ][Feb. 630 A.D] The Battle of Hunain

فتح مکّہ کے بعد تمام قبائل عرب(tribes) نے اطاعت قبول کر لی۔مگر قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے سرکشی(Denial) کی اور دونوں ملکر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنیکے لئے چار ہزار لوگ مالک بن عرطف کی زیر قیادت(Under Leadership) مقامِ حنین روانہ ہوئے۔اسکی اطلاع پا کر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار کے لشکر کیساتھ حنین پہنچے۔حضرت عقیلؓ کو حکومت مکّہ کیلئے اور معاذؓ بن جبل کو تعلیم و احکام شریعت کیلئے مکّہ میں مقرر کیا۔حضرت خالدؓ بن ولید قبیلہ بنی سلم کے لشکر کیساتھ جب وادی(valley) حنین میں داخل ہوئے تو دشمن کے لشکر نے جو گھات میں چھپا ہوا تھا یکا یک حملہ(ambush) کر دیا۔اور لشکر اسلام کو ہزیمت (پریشانی) ہوئی۔اور حضرت خالدؓ بن ولید کو پیچھے ہٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ ہزار[12,000]فوج تھی۔مگر 4000 دشمن کے حملے کے نتیجہ میں پیچھے فرار ہونے لگی کیونکہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر بڑا ناز تھا مگر کچھ کام نہ آیا۔اس بات کا ذکر قرآن میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر (25) میں کیا گیا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار تھے آپ ﷺ نے اُن پیچھے واپس جانے والوں کو آواز دی۔ ’’یَا اَنۡصَارُ اللّٰه وَ اَنۡصَارَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ‘‘ اُس وقت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لشکر گاہ میں چند اصحاب ثابت قدم(Stead fast) رہے۔جن میں حضرت عباسؓ،حضرت علیؓ،ابوسفیانؓ بن حارث اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم ہیں۔ابوسفیانؓ بن حارث اُونٹ کی مہار(Rope) اور حضرت عباسؓ رکاب (Seat) پکڑے ہوئے تھے۔اور کفار کی جانب جانے سے آپ ﷺ کو نہیں چھوڑ رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ اَنَا اِبْنِ عَبْدُالمُطَّلِبْ (یعنی میں سچا پیغمبر ہوں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) یہ کلام آپ ﷺ کی انتہائی شجاعت اور کمال دلاوری (Bravery and boldness)پر دلالت کرتا ہے۔اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ثُمّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلَہٗ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدَ الَّمْ تَرَوْھَا (پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر سکینہ [اطمنان] اُتارا اور اُن کی تائید کے لئے ایسے لشکر اُتارا جن کو تم دیکھتے نہ تھے۔)(سورۃ توبہ 26)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہونے پر مسلمان حضرت ﷺ کے نزدیک دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اونٹ سے اُترے اور ایک مُٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور فرمایا "شَاھَتِ الْوَجُوْہُ وَ عَنَتِ الْوَجُوْہُ لِلْھَیِّ الْقَیُّوْمِ "ا (بگڑ گئے چہرے اور جھک گئے [معلوب ہوکر خوف سے] حی اور قیوم کی بارگاہ میں) ور اسکے بعد جنگ کیلئے آگے بڑھے۔ اسووقت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے پانچ ہزار[5000] فرشتے بھیجے۔ لڑائی میں کفار کو شکست ہوئی۔مسلمانوں کے چار اشخاص شہید ہوئے اور سترہ کافر ہلاک ہوئے۔ اسکے بعد واپسی کے راستے میں طائف کی جنگ ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّا اَنَا قَلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہ یعنی ہم کل خدا چاہے تو واپس ہوجائینگے۔

چنانچہ دوسرے روز آپ ﷺ مدینہ شریف روانہ ہوگئے ماہ ذیقیدہ 8ھ ہجری کے صرف بارہ[۱۲] روز باقی رہ گئے تھے۔آپ ﷺ نے مکّہ میں عمرہ ادا فرمایا۔اور مقام "سرالظہر ان" پر جو مالِ غنیمت[Booty] باقی رہ گیا تھا۔تقسیم فرما کر مدینے شریف واپس پہونچے۔

# مختصر ذکرِ (27) غزواتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

## Brief About 27 Battles

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول 3 سنہ نبوی میں یعنی بُعثتِ نبویؐ کے 13 ویں سال ہجرتِ مکّہ فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ مشرکین مکّہ نے اُسی وقت سے نئی اِسلامی مملکت کے خلاف طاقت آزمائی کی تیاریاں شروع کردیں تھیں۔ چنانچہ وصال نبوی ﷺ 11 ہجری تک دس برس کی مختصر مدت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریباً مسلسل حالات مدافعتِ جنگ میں رہنا پڑا۔ دُشمن کے مقابلہ میں چوکنا (Alert) رہنے کی ہر وقت ضرورت رہی۔ یہاں تک کہ وصال (انتقال) سے چندروز پہلے بھی آپ ﷺ نے حضرت اُسامہ ؓ کی قیادت میں ایک لشکر رومیوں (Roman) سے جہاد کیلئے تیار کیا جو بعد میں حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کے عہد خلافت میں روانہ ہوا۔

جملہ 27 غزوات (Battles) پیش آئے جن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفسِ نفیس (Himself) شریک رہے۔ اِن غزوات کے علاوہ کئی بار مسلمانوں کے چھوٹے یا بڑے دستہ (contngent) روانہ کئے گئے، جب کبھی مشرکین کی طرف سے کسی جنگ کے خطرہ یا پھر حملہ کی اِطلاع ملتی تھی۔ اُسے مہمات (compiagn) کی جملہ تعداد 35 اور دوسری روایات کی بنا پر 50 تا 73 بتائی جاتی ہے۔ اُن مہمات کو ''سریہ'' کہا جاتا ہے۔ سریہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس شامل نہ ہوتے تھے۔ اکثر ''سریہ'' میں لڑائی کی نوبت ہی نہیں آتی' یا تو مصالحت سے لڑائی ٹال دی گئی یا پھر دشمن نے مرعوب (Frighten) ہوکر راہِ فرار اِختیار کی۔

**۱۔ غُزوہ ودّان یا غزوہ الابواء:** صفر 2 ھ اسلامی لشکر ساٹھ [60] مہاجرین پر مشتمل تھا۔ اسی وقت حضرت سعد بن عبادہؓ مدینہ میں نائب مقرر تھے۔ مکّہ کے حلیف (Ally) بنوضمرہ نے لڑے بغیر صلح کرلی۔ آپ ﷺ 15 دن بعد مدینہ شریف واپس تشریف لے آئے۔

**۲۔ غزوۂ بواط:** ایک ماہ بعد ربیع الاوّل 2 ھ آپ ﷺ دوسو مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک تجارتی قافلے کو خائف (Frighten) کرنے کی غرض سے بواط تشریف لے گئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ چند روز بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔

**۳۔ غزوۂ سفوان:** آپ ﷺ غزوہ بواط سے واپسی کے فوری بعد 2 ھ میں چند مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ اس غزوہ کا مقصد زبن جابر مہری کا تعاقب (chase) کرنا تھا جو مسلمانوں کے مویشی (Cuttle) لوٹ کرلے گیا تھا۔ لیکن ہاتھ نہ آیا۔ بدر کی وادی سفوان تک تلاش کے بعد واپس ہوگئے۔

**۴۔ غزوۂ ذی العشیرۃ :** آپ ایک ماہ بعد جمادی اول 2 ھ کو 150 مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔ اِس مہم کا مقصد قریش کے اُس قافلہ کو روکنا تھا جو ملک شام کی طرف روانہ کیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کے ہتھیار خریدنے کیلئے سرمایہ (funds) فراہم کیا جائے۔ قافلہ ہاتھ نہیں آیا۔ ذو عشیرہ میں چند روز قیام کیا اور بنومدلج سے معاہدہ کرکے واپس ہوئے۔

**۵۔ غزوۂ بدر :** اس کے دوماہ بعد 17 رمضان 2 ھ میں 13 مارچ 624 ء کو آپ 313 صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جن میں مہاجرین (مکّہ سے ہجرت کرکے آئے ہوئے صحابہ)

اور انصار (مدینہ کے رہنے والے صحابہ) شامل تھے۔ دراصل اُس قافلہ نے جس کے خلاف آپ ﷺ ذوعشیرہ تشریف لیگئے تھے واپسی کے وقت مکّہ والوں کو پیغام بھیج کر فوج بلائی تھی۔ جو بدر تک پہنچ گئی تھی۔ ایسی حالت میں لڑے بغیر اور کوئی چارہ نہ تھا۔

حضرت ابولبابہؓ مدینے میں نائب مقرر ہوئے۔ مقامِ بدر میں لڑائی ہوئی۔ 14 مسلمان شہید ہوئے۔ اور 70 کفار قریش جن میں ابوجہل بھی شامل تھا ہلاک ہوئے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ فتح ونصرت عطا کیا۔

**٦۔غزوۂ بنی قینقاع :** آپ ﷺ ایک ماہ کے اندر، آخر شوال 2ھ میں صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت ابولبابہؓ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ بنوقینقاع کے یہودی لفنگوں (Hoodlums) نے ایک مسلمان خاتون کے چہرہ سے پردہ اُٹھادیا۔ اِس بدتہذیبی کے خلاف آپ ﷺ نے تنبیہ (Warning) کی تو وہ نہ مانے چنانچہ آپ ﷺ نے مجبوراً بنوقینقاع پر چڑھائی کردی اور دشمن کا محاصرہ کرلیا۔ دشمن صلح پر آمادہ ہوگئے آپ ﷺ نے اُن کی جان تو بخش دی مگر انہیں جلاوطن (Exile) کر کے واپس مدینہ تشریف لائے۔

**٧۔ غزوۂ سویق:** آپ ﷺ اگلے ہی ماہ 5/ذی الحجہ 2ھ دوسو [200] صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت ابولبابہؓ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ کفار کے سردار ابوسفیان کا تعاقب (Chase) کیا گیا جو بدر کی شکست کا بدلہ لینے مدینہ پر حملہ کر کے دوسوتے ہوئے مسلمانوں کو شہید کر کے فرار ہوگیا تھا۔ اُس نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے ستو (سویق) (A Kind of dry food) کے بورے (Bags) راستہ میں پھینکے اور بھاگ نکلا۔

**۸۔ غزوۂ قر قرۃ الکدر:** آپ ﷺ اَگلے ہی ماہ محرم 2 ھ دوسوصحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ بن اُم کلثوم مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ اس بات کی اطلاع ملنے پر کہ عراق اور مکّہ کے راستہ میں بنوسلیم اور غطفان شرارت پر آمادہ ہیں۔جب آپ ﷺ قرقرۃ۔الکدر پہنچے تو دشمن اپنے مویشی (Cattle) چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔اورلڑائی کی تو نوبت ہی نہیں آئی۔مویشی مالِ غنیمت میں ہاتھ آئے۔ آپ ﷺ واپس مدینہ لوٹ آئے۔

**۹۔غزوۂ بنی غطفان:** آپ ﷺ ایک ماہ بعد یا کچھ زیادہ ربیع الاول 3 ھ میں 400 گھوڑے سوار مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے۔حضرت عثمانؓ مدینہ میں قائم مقام ہوے۔ دشمن سے مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔آپ ﷺ محرم کے آخر میں مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

**۱۰۔ غزوہ بنی سیلم :** آپ ﷺ دو ماہ بعد ۶/جمادی الاول 300 صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔عبداللہؓ بن اُم کلثوم مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ اِس بات کی اطلاع پر کہ بنوسلیم کے لوگ بحران کے مقام پر جمع ہورہے ہیں اور حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ چندروز بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

**۱۱۔غــزوۂ اُحد:** 7/شوال 3 ھ ایک ہزار مسلمان جن میں سے 300 سومنافقین واپس ہوگئے۔ اِسطرح 700 مسلمانوں کے ساتھ اُحد کے پہاڑ کے دامن میں تین ہزار مُشر کینِ مکّہ کے خلاف معرکہ ہوا حضرت ابن ام مکتومؓ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ گھاٹی اُحد پر متعین (Detailed) اسلامی تیراندازوں (Archers) کی غلطی کے باعث کامیابی شِکست میں تبدیل ہوگئی۔ اورلڑائی بے نتیجہ رہی۔ مشرکین واپس ہوگئے۔مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔جن میں اسداللہ حضرت امیر حمزہؓ شہید ہوئے۔اورسرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے۔

۱۲۔**غزوۂ حمراء الاسد :** آپ ﷺ جنگ اُحد کے فوری بعد 8 شوال کو دوسرے ہی دن مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے ، اِس مقصد سے کہ اُحد کی جنگ سے واپسی کے دوران مشرکین پلٹ کر مدینہ پر حملہ نہ کردیں۔ اس مہم میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ مشرکین مرعوب (Frighten) ہوکر مکّہ واپس ہوگئے۔

۱۳۔**غزوۂ بنی النضیر:** جنگ اُحد کے چار ماہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عامر کے لوگوں کے کہنے پر 41 منتخب (Sellected) صحابہ کو تبلیغ کیلئے "بئر معونہ" بھیجا۔ وہاں بنو سُلَیم نے گھیر کر 40 صحابہ کو شہید کردیا۔ ایک صحابی زندہ بچ کر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں جوش اِنتقام میں اُنھوں نے بنو عامر کے 2 آدمیوں کو قتل کردیا۔ اُنہیں معلوم نہ تھا کہ اُس قبیلے کے ساتھ یہودیوں کے قبیلہ بنو نصیر کے واسطے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدو پیماں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ اُن دونوں آدمیوں کی دیت (Compensation) ادا کرنے کیلئے بنو نصیر سے گفتگو کرنے گئے۔ انہوں نے گفتگو کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی سازش کی۔ آپ ﷺ نے بنو نصیر کو کہلا بھیجا کہ اس بدعہدی (Breach of trust) کی پاداش (Penalty) میں تم دس روز کے اندر مدینہ سے نکال دیئے جاوگے۔ انہوں نے گستاخی (Arrogantly) سے جواب دیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ یہودی قلعے کا محاصرہ (Siege) کرلیا۔ 15 روز میں دشمن نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یعنی ہار مان لی۔ یہودیوں کے اسلحہ (Arms) ضبط (Seize) کرلئے گئے۔ اورانہیں اجازت دے دی گئی کہ اونٹوں پر جتنا مال لے جاسکتے ہیں لے جائیں۔ یہ غزوہ ربیع الاول 6 ھ میں پیش آیا۔

۱۴۔**غزوۂ بدر الموعد** : آپ ﷺ 26 شوال 4 ھ 1500 سو مجاہدین کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ دشمن ابوسفیان کی قیادت میں دو ہزار کی تعداد میں تھے۔ مگر لڑنے کی ہمت نہ

کر سکے۔اور ''مرّ الظہر ان'' سے ہی واپس ہو گئے۔حضرت عبداللہؓ بن رواحہ مدینہ میں نائب قائم ہوئے۔آپ ﷺ بدر میں آٹھ روز انتظار کر کے مدینہ لوٹ آئے۔

**۱۵۔غزوۂ ذات الرقاع:** آپ ﷺ ڈیڑھ ماہ بعد 10/ محرم 5ھ چار سو صحابہ کے ساتھ ذات الرقاع کیلئے روانہ ہوئے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔اس بات کی اطلاع ملنے پر کہ انمار اور ثعلب نامی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو دشمن پہاڑوں میں روپوش(Hide) ہو گئے۔لڑائی کی نوبت نہ آئی۔چند روز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ شریف لوٹ آئے۔

**۱۶۔ غزوۂ دومنز الجندل :** آپ ﷺ 25/ربیع الاول 5ھ 1000 ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ ہوے۔ حضرت سباعؓ بن عرقطہ انصاری مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔دشمن مقابلہ نہ کر سکے۔چند اُونٹ ہاتھ آئے۔دومۃ الندل کا نصرانی والی مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو پریشان کرر ہا تھا۔اسکی سرکوبی کیلئے یہ مہم تھی۔

**۱۷۔غزوۂ بنی المصطلق:** تین ماہ بعد شعبان 5ھ اِس بات کی اطلاع ملنے پر کہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنومصطلق مدینہ پر حملہ کیلئے تیار ہیں، آپ ﷺ صحابہ کی ایک مختصر سی فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔حضرت زیدؓ بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔دُشمن ڈٹ کر مقابلہ کئے مگر مجاہدین کی جوابی کاروائی کی تاب نہ لا سکے۔ایک صحابی شہید اور دس کفار ہلاک ہوئے اور چھ سو کفار گرفتار ہوئے۔اُن میں سردارِ قبیلہ کی صاحبزادی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔اُنکی خواہش پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر کے اپنے نکاح اقدس میں لے لیا۔اِس طرح صحابہ نے بھی دوسرے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

**۱۸۔غزوۂ خندق:** ایک ماہ کے اندر 27/یا 28/شوال 5 ھ کو دشمن 10000 ہزار سے زائد کی تعداد میں حملہ آور ہوئے۔ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لیکر مدینہ کے شمال و مغرب میں 3 میل کی خندق (Drench) کھودی تا کہ مدافعت (Defence) کر سکے۔ خندق کے باعث بڑا معرکہ (لڑائی) نہ ہوسکا۔ چھوٹی موٹی جھڑپوں میں 2 مُشرک ہلاک ہوئے اور ایک صحابی زخمی ہوئے جو ایک ماہ بعد شہید ہوئے۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔ تین ہزار صحابہ معرکہ میں ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دشمن کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور تیز آندھی نے ان کے جمے خیمہ اکھاڑ دئے آخر کار دشمن بے مراد (ناکام) واپس چلے گئے۔

**۱۹۔ غزوۂ بنی قریظہ:** آپ ﷺ 23/ذیقعدہ 7/ذی الحج 5 ھ تین ہزار صحابہ بنی قریظہ کا محاصرہ کرلیا کیونکہ یہ لوگ جنگ قندق میں مسلمانوں سے بدعہدی کر کے یہودیوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ آخر یہودیوں نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ حضرت سعدؓ بن معاذ کو ثالث (Arbitrator) بنایا جائے۔ ثالث (حَکم) کے فیصلے کے مطابق عمل کیا گیا۔ اور بنو قریظہ کے مرد مارے گئے۔ اُس دوران حضرت ابن ام مکتوم مدینہ میں نائب مقرر ہوئے۔

**۲۰۔غزوۂ بَنُو لحیان:** آپ ﷺ دو مہینے کے اندر 29/صفر 6 ھ 200 صحابہ کے ساتھ قبیلہ بنو لحیان کو غداری کی سزا دینے کیلئے روانہ ہوئے۔ بنو لحیان نے دھوکے سے دس صحابہ کو تعلیم اسلام دینے کیلئے بلوایا اور انہیں شہید کر دیا تھا۔ دُشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع پا کر راہِ فرار اختیار کی۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

**۲۱۔ غزوۂ ذی قرد:** 16/ربیع الاوّل 6 ھ کو 7 مسلمانوں کے ساتھ بنو غلفان کے لٹیروں (Robbers) کا تعاقب کیا جنہوں نے ذی قرد کے مقام پر مسلمانوں پر شب خون (night-attack) مارا۔ اور ایک صحابی کو شہید کر دیا تھا۔ اور کچھ اونٹ لیکر چلے گئے۔ دشمن فرار

ہوگئے اور لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

**۲۲۔ غزوۂ (صلح) حدیبیه:** اورآخر شوال 6ھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم 1400 صحابہ کے ساتھ عُمرہ کی نیت سے عازم مکّہ ہوئے۔ یہ سفر جنگ کی نیت سے نہیں تھا۔ لیکن کفارقریش نے آپؐ کوعمرہ کرنے سے روکا۔ جس سے جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت (outh of allegience) لی یہ مقامِ حدبیہ تھا۔ اس بیعت کو ''بیعت رضوان'' کہا جاتا ہے۔ اسی دوران قریش سے معاہدہ (truce) ہوا۔ اور آپ ﷺ ذیقعدہ میں واپس مدینہ شریف تشریف لائے۔ مدینے میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے قائم مقام تھے۔

**۲۳۔ غـــزوۂ خیبـــر:** آپ ﷺ محرم 7ھ کو بدعہد یہودیوں کی سرکوبی (Punishment) کیلئے چودہ سو [1400] صحابہ کے ہمراہ خیبر کو روانہ ہوئے۔ جہاں یہودی قلعہ بند ہوگئے تھے۔ دیڑھ ماہ کی مدت میں مختلف قلعہ فتح ہوئے۔ جبکہ 17 مسلمان شہید اور 93 دشمن ہلاک ہوئے۔ یہودیوں کا اثر ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ اسی دوران حضرت سیاع بن عرقطہؓ مدینہ میں قائم مقام رہے۔

**۲۴۔ غـزوۂ عام الفتح:** تقریبا 17 ماہ گزرے تھے کہ کفارِ قریش اوران کے حلیف (Ally) بنوبکر معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ کو شدید نقصان پہونچایا۔ بنوخزاعہ نے مدد کیلئے درخواست کی۔ آپ ﷺ پوری تیاری کیساتھ دس ہزار (10000) صحابہ کے ہمراہ 10/رمضان کو بنوخزاعہ کی مدد کیلئے مکّہ روانہ ہوئے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔ 20/رمضان المبارک 8ھ کو اسلامی فوج مکّہ میں داخل ہوگی۔ ایک جگہ پر چند کفار نے مزاحمت (Resist) کی اور اُس جھڑپ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے بغیر

ہوئی، تین (3) مسلمان شہید اور چوبیس (24) کفار ہلاک ہوئے۔ مکّہ میں اَمن رہا۔ اس طرح لڑائی کے بغیر مکہ پر فتح حاصل ہوئی۔ اس کا اشارہ قرآن میں اِنَّ فَتَحْنَا لَكَ فَتحاً مُّبِيْنَا (سورہ الفتح) کہہ کر دیا گیا۔

**۲۵۔ غزوۂ حنین :** ایک ماہ سے بھی کم وقت میں 6 ر شوال 8 ھ بارہ ہزار 12000 صحابہ کے ہمراہ آپ ﷺ مکّہ سے حُنین روانہ ہوئے جہاں قبیلہ ہوازن اور ثقیف مسلمانوں کے خلاف بڑا لشکر تیار کررہے تھے۔ حُنین کے تنگ گھائیوں (Thick Vallies) میں چھپ کر دشمن نے اچانک حملہ کردیا۔ جس کی وجہ سے اسلامی لشکر تتر بتر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو پکار کر دوبارہ جمع کیا اور کفار پر جوابی حملہ کیا دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے تعاقب کر کے شکست دی۔ کچھ مسلمان شہید ہوئے۔ 72 کفار ہلاک ہوئے اور چھ ہزار کفار قید ہوئے۔ بہت مالِ غنیمت (Booty) ہاتھ آیا۔

**۲۶۔ غزوۂ طائف :** حنین کی جنگ کے بعد بنوثقیف شکست کھانے کے بعد طائف جا کر قلعہ بند ہوگئے۔ 13 ر شوال 8 ھ کو آپ ﷺ نے طائف کا محاصرہ (Siege) کرلیا۔ بعد میں صحابہ کے مشورہ سے محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ دشمن کا قطرہ ٹل گیا۔ واپسی میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرما کر مدینہ واپس تشریف لائے۔

**۲۷۔ غزوۂ تبوک :** اور آخر رجب 9 ھ 30,000 ہزار صحابہ کا لشکر کے ساتھ آپ ﷺ ملک شام (Sirya) کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ یہ مہم اسلئے کی گئی کہ اطلاع ملی تھی کہ رومی مسلمانوں پر بدلہ لینے کے مقصد سے حملہ کرنیکے لئے تیاریاں کررہے ہیں کیونکہ فتح مکّہ سے قبل 3 ہزار مجاہدین نے مقام قاہرہ پر رومیوں کے دو لاکھ کے لشکر سے بے جگری سے مقابلہ کئے تھے اور جنگ بے نتیجہ رہی تھی۔ اس بار سردارِ کائینات رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک میں خیمہ زن (Encamp) ہوئے۔ مگر دشمن مقابلے کیلئے نہیں آئے۔ آپ ﷺ ایک دستہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ دومتہ الجندل کا والی البدر (Ruler Al-Bader) گرفتار ہوا۔ جزیہ (War-Tax) دینا قبول کرلیا۔ دو روز قیام کے بعد اوائل رمضان 9ھ مدینہ واپس تشریف لائے۔ یہ آخری جنگ رہی۔ جس میں حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے بہ نفسِ نفیس (Personnaly) شرکت فرمائی۔

**حضور ﷺ پیکرِ شفقت و رحمت ہیں:** صاحبو! ان اسلامی جنگوں میں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور پرُ انور رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مسلسل کفار کی جانب سے بے جاہ شرارتیں اور ایذا رسانی یہاں تک کہ قتال اور حملوں کا سامنا رہا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ہمیشہ اُن کے ساتھ درگزری سے پیش آے اور دُعاء توفیق و ہدایت ہی کرتے رہے۔

آپ ﷺ نے ہر وقت انتہائی اعلیٰ درجہ کے اخلاق وسُلوک (Well-Manners) کا مظاہرہ فرمایا۔ اپنے سپہ سالاروں (Military Camanders) کو سخت تاکید فرمائی کہ حملے میں پہل نہ کریں۔ جو ایسی کاروائی بحالتِ مجبوری اپنی دفع (self defence) میں ہی ہو۔ قیامِ اَمن وسلامتی (Peace & Security) کی خاطر آپ ﷺ نے غیرقوم اور دُشمن سے کئی ایک معاہدے (Treaties) کئے تاکہ خون ریزی (Blood Shed) کو ٹالا جائے۔ یہ آپ ﷺ کے تدبرّ (Stateman-Ship) کی بہترین عکاسی (Illustrate) کرتا ہے۔ اور یہ آج تک اَمن پسند اَقوام کے لئے قابل تقلید ہے۔ آپ ﷺ نے کسی بھی صورت میں معاہدے کے خلاف ورزی سے گریز (Refrain) فرمایا حتیٰ کہ مخالف جانب سے ان معاہدوں کے انحراف (Breach) کے دوران عورتوں بچوں ضعیفوں اور مذہبی رہنماوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اور پھل دار یا سایہ دار درختوں کو کاٹنے کی بھی ممانعت فرمائی۔

فتح(Victory) حاصل کرنے کی صورت میں لوگوں کے ساتھ نرمی برتنے اور معافی اور درگزر سے پیش آنے کو یقینی بنانے پر زور دیا۔ یہ عمل اسلام میں عزتِ نفس (Human dignity) اور رواداری(Toleration) کی اہمیت کا آئنہ دار (True reflection) ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے(By Procept & Practice) بحیثیت رسول خدا اور خاتمہ النبین، عوام الناس کو انسانیت اور سلامتی کا سبق سکھایا اور ہدایت فرمائی جس پر چل کر خیر ہی خیر حاصل ہوتا ہے اس طرح بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر امن وسلامتی کی حکومت کی بنیاد (Foundation) ڈالی جو آپسی حق تلفی ،شرک وکفر اور نفرت جیسی ظلم و زیادتیوں سے پاک صاف ہے۔یہی اسلام ہے جو بہترین ضابطہ حیات(A way of peaceful life) بھی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد وَ اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَسَلِّمَ

# حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## بحیثیتِ مدبر

## The Messenger(pbuh)
## as Straight Foward Stateman

رسول مقبول سرورِ کائنات محمد مصطفے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے دیگر گوشوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکیمانہ تدبّر (statemanship) بھی ساری دنیا انسانیت کیلئے پیام رحمت و افتخار(noble massage of grace and honour) ہے۔ سیاست(Prodency) انسانوں کی اجتماعی زندگی(Social life) میں مسائل و معاملات کی ترتیب و تنظیم (Organisation discipline) کا نام ہے۔اور اس اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس(Holy life) اتمام کمال Exemplary Excellence کے طور پر بے مثال تدبر(Un-Parallel State Man Ship) کا ایک دائمی نمونہ (Perminent Idial)ہے۔

ا۔ **ہجرتِ مدینہ** ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ابتدا ہے اور پہلا ہی فیصلہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصالحتی تدبیر (Wisdom) کا ایک شاہ کار(Master Peice) ہے۔ پھر میثاقِ (Alliance) مدینہ اگلا قدم ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن عمل ( Noble Dealing)کی ایک اور روشن مثال ہے۔ اِس میثاق سے خود مسلمانوں کے مابین اور مسلمانوں اور

مدینے کے دوسرے غیر مسلم قبیلوں کے مابین معاملات و مسائل کا بہت محکم بنیادوں (Firm footings) پر تعین ہوا۔ بلکہ یہ کہنا غیر واجب نہ ہوگا کہ انسانوں کی تہذیبی تاریخ میں کسی مملکت کا یہ پہلا دستور اساسی (Basic rule) ہے۔ اور اسی بنیادوں پر نظام رحمت (Graceful systems) انسانوں کیلئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تشکیل پایا (Formulated)۔

۲۔ **صُلح حدیبیہ** (Truce of hadibia) بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ تدبّر (Prudence) کی ایک اور تابندہ و درخشندہ (Splendid and bright) مثال ہے۔ اِس صلح کے حسن تدبّر کا نتیجہ نکلا کہ صرف دو سال کے اندر اندر فتح مکّہ جیسا عدیم النظیر (Peerless) مرحلہ طئے ہوگیا۔ فتح مکّہ کیساتھ حضور کی طرف سے عام عفوودرگزر آپ ﷺ کے حسن وتدبیر کا ایک ایسا نمونہ ہے جسکی مثال انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۳۔ مکّی اور مدنی زندگی سے لیکر فتح مکّہ اور خطبہ حجۃ الوداع تک ہمارے پیارے آقا محمد الرسول اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مصالحتی پہلو انسان کی حسن وتدبر اور جذبہ تعمیر کی تاریخ میں سب سے بلند و بالا سب سے تابناک (Bright) سب سے مستحکم (Strong) حیثیت رکھتا ہے۔ چاہے میدانِ جنگ کی جذباتی کیفیت ہو، جان کے دشمنوں پر مکمل غلبہ حاصل کرنے کا نفسیاتی مرحلہ ہو یا معاہدات کی تکمیل اور ان پر عمل درآمد کا آزمائشی دور ہو، مملکت میں اندرونی طور پر امن وسلامتی کی ذمہ داری یا مختلف اجزائے معاشرت کے مفادات کے تحفظ کا مسئلہ ہو، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہمیں ہر مرحلے سے شادان وکامران (Happily and successfully) گزارے جانے کی ضمانت عطا کرتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسانوں کے لئے حیات اجتماعی کی جو رہنمائی حضور ﷺ نے فرمائی اُسکی بنیاد انسانی آرزو و خواہشوں پر نہیں بلکہ فطرت (Nature) کے محکم اصولوں پر ہے۔

کیونکہ حضور ﷺ کی حکیمانہ بصیرت (Wise-Vision) بھی وحی الٰہی سے فیضیاب (Benifeted) رہی۔ اسی لئے دیانت وامانت(Trust & Honesty)،صداقت و مساوات و رواداری(Tolerance)اور حق وانصاف(Truth & Justice) جیسے زندگی کے دائمی اصول (Everlasting Principels) حضور ﷺ کے حکیمانہ فیصلوں میں بہ درجہ اَتم واَکمل انداز(Perfect excellent style) میں کارفرما نظر آتے ہیں اور ابدی صداقتوں(Endless truth) کی طرح روشن ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان عظمتوں اور صداقتوں کے سب سے بڑے اَمین(Trust worthy) ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ہر پہلو انسانیت کیلئے باعثِ صد فخر ومباہات(Pride and glory)اور رحمت ہی رحمت ہے۔

# اخلاقِ مکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

## Personality of The Prophet (pbum)

**اخــــلاق** : آپ ﷺ کی شخصیت کے مندرجہ ذیل چند پہلوؤں کو خاص طور پر پیش کرنیکی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(a) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بڑی دلکش، محبوب ومُوثّر (Pleasing & attractive) ہے۔ جو دیکھتا بے اِختیار کھنچتا۔ اپنی جان چھڑکتا اور آپ ﷺ کے رضامندی پر اپنا سب کچھ قربان کردینے کی کوشش کرتا۔

(b) زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں آپ ﷺ کے اَخلاق قابل تقلید (Adoptable) ہیں۔ پوری حیات (زندگی) ایک کھلی کتاب ہے۔ ظاہر وباطن یکساں۔ جن باتوں کی تعلیم دی خود اُس پر عمل کیا عامل رہے۔ زبان سے جو کچھ فرماتے اُس پر عمل کرکے دکھاتے۔ یعنی آپ ﷺ ناطقِ قرآن (بولتا قرآن) ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی علم وحکمت کی حامل رہی۔ عفو و دَرگذر (Forgiveness)، تحمل وبُردباری (Toleration & Endurance) میں اپنی حضور ﷺ مثال آپ ہیں۔

(c) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی (Pleasing Manner) اور مِلنساری (Sociablility) کا یہ عالم تھا کہ اپنے پَرائے، دوست ودشمن یہاں تک کہ اُن سے بھی جنھیں آپ ﷺ ناپسند کرتے، نہایت نَرمی، خَندہ پیشانی (Cheerfulness) اور خوش اَخلاقی سے پیش آتے۔ دوسروں کی دِلداری کا آپ ﷺ کو بیحد خیال رہتا۔ دل پر خواہ کچھ بیت رہی ہو مگر مسکراتے ہوئے ملتے۔ تبسم مزاح (Humour)

اورخوش طبعی (Pleasantry) کا اہتمام ہر وقت فرماتے۔

(d) لباس میں سادگی، تواضع (Politeness) اور بے تکلفی کیساتھ آپ ﷺ طہارت ولطافت (Neatness and Purity) کا حد درجہ خیال رکھتے۔

(e) آپ ﷺ کی شخصیت میں غیر معمولی نظم و اِنضباط (Discipline & Regulation) اور برتاؤ میں حددرجہ یکسانی وہمواری (Equability & Consistency) ہوتی۔ جس کسی کو بھی واسطہ پڑتا وہ باآسانی اَندازہ لگالیتا کہ آپ ﷺ کی پسند اور ناپسند کیا ہے ہماری کِن باتوں کا آپ ﷺ پر کیا ردعمل ہوگا۔

(f) اِیثار وقناعت (Sacrifice & Contentment) اور توکل (Trust in Allah) میں حضور ﷺ اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ ﷺ کی سیدھی اور سچی تعلیم کا جواب بعض نادانوں نے اِینٹ پتھر سے دیا۔ مگر آپ ﷺ اُنکو معاف کرتے رہے۔ اورآخر تک اُنکی اِصلاح کیطرف متوجہ رہے۔ بالآخر کامیابی نے آپ ﷺ کے قدم چومے۔ حضور ﷺ کے اِحساسِ ذمہ داری، لگن اور اِنہماک (Concentration) کا یہ عالم رہا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ یعنی ''شاید آپ ﷺ اپنے کو اُنکے پیچھے ہلاک کردینگے''۔

(g) صورتِ حال کیسی پیچیدہ ہو معاملات کو آپ ﷺ بڑی دُوراَندیشی اور سُہولت سے سُلجھادیتے۔ آپ ﷺ کے چند جملے آگ پر پانی کا کام کرتے اور فریق مُطمئین ہوجاتا۔

(h) بچوں میں آپ ﷺ کو غیر معمولی اُنس (Affection) اور طبعی مناسبت رہی۔ اُن کی بچگانہ حرکات کی آپ ﷺ بہت زیادہ قدر کرتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی بچے کو نہیں پیٹا (Beat)۔ اور سختی کرنے کو کہا بھی تو آخری چارہ کار (Last Resort) کے طور پر۔ حضور ﷺ کی آواز بہت بلند ہوتی نہ بہت پست (lower) بلکہ میانہ (درمیانی) ہوتی جو کانوں کو بہت خوشگوار معلوم ہوتی۔ البتہ جب وعظ یا خطبہ فرماتے تو حسبِ ضرورت بلند آواز سے بولتے کہ مُخاطب سُن سکے۔ اِبتدا سے اِنتہا تک

آپ ﷺ منہ بھر کر کلام فرماتے (یہ نہیں کہ آدھی بات اَندر ہی رہ گئی ہو)۔کلام میں غیر معمولی تأثیر (Efficacy) ہوتی۔بِلا ضرورت نہ بولتے۔اور معمولی بات کرنے سے گریز (Refrain) کرتے اور دوسروں کو بھی منع فرماتے۔

زبان نہایت ہی صحیح شستہ (Sweet & Proper) اور شائستہ (Polite) اِستعمال فرماتے تھے۔جس بات کا تفصیل سے ذِکر شائستگی کے خلاف ہوتا،اُسے اِشارہ اور کنایوں (Indirect way) میں بیان فرماتے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۃ حسنہ (Idial Ethics) پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اور اُسکے بندوں کی خوشی اور رَضا مندی حاصل کرتے رہیں جس کی مثال خود سیرت نبوی ﷺ ہے۔ آمین

فقیر و خادم

**الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری**

فرزند و جانشین ڈاکٹر حضرت خواجہ ابوالخیر
میر مومن علی شاہ قادریؒ